© rasailojaraid.com

# ہمسایوں سے حسنِ سلوک

غلام مرتضیٰ آزاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا بنیادی مقصد ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل ہے جس میں سبھی لوگ قانون کا احترام کریں، ہر شخص دوسرے کے حقوق کا پاس کرے اور کسی کو کسی سے ظلم و تعدی اور شر و فساد کا اندیشہ نہ رہے[1]۔ جس معاشرہ میں ہمسایہ کے حقوق کا لحاظ نہ کیا جاتا ہو وہاں امن و امان قائم رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ انسانی معاشروں میں زیادہ تر مقدمات اور تنازعات پڑوسیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ وہ ضابطۂ اخلاق جس میں ہمسایوں سے حسنِ سلوک کی تاکید نہ کی گئی ہو اس کو مکمل ضابطۂ اخلاق نہیں کہا جا سکتا اور ایسے ضابطہ اخلاق کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں اور محلے والوں کے حقوق کا پاس کرنے، ان کے ساتھ زیادتی نہ کرنے اور ان سے حسنِ سلوک کی بہت تاکید کی ہے۔ ارشادِ رسالت ہے "جبریل نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ میں سمجھا کہیں اس کو وراثت کا حق نہ دلا دیں[2]"۔ اس سلسلے میں رسول اللہ کا ایک دوسرا ارشاد ہے:۔

"جس کو یہ پسند ہے کہ خدا اور اس کا رسول اس سے محبت کرے، یا جس کو خدا اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے[3]"۔

---

(۱) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ (مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے تمام مسلمانوں کی بھلائی اور سلامتی کے کام سرزد ہوں)

(۲) بخاری، کتاب الادب۔

(۳) مشکوٰۃ المصابیح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کے بارے میں یہ حدیث ہمارے لیے بہت زیادہ ہدایت کی حامل ہے۔

قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں سب سے پہلے وہ مدعی اور مدعا علیہ پیش ہوں گے جو پڑوسی ہوں گے۔[4]

توراۃ میں ہے :۔

تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ نہ کر[5]۔ تو اپنے پڑوسی سے دغابازی نہ کر، نہ اس سے کچھ چھین لے[6]۔

رسول اللہ نے فرمایا :۔

زنا حرام ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے زنا کو حرام کیا ہے۔ لیکن دس بدکاریوں سے بڑھ کر بدکاری یہ ہے کہ کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ چوری کرنا حرام ہے، خدا اور اس کے رسول نے اس کو حرام کیا ہے۔ لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرالے[7]۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ دو صحابیہ تھیں، جن میں سے ایک رات کو نمازیں پڑھا کرتیں، دن کو روزے رکھتیں، صدقہ و خیرات بھی بہت کرتیں، مگر زبان کی تیز تھیں، زبان سے پڑوسیوں کو ستاتی تھیں۔ لوگوں نے ان کا حال آپؐ سے عرض کیا تو فرمایا ان میں کوئی نیکی نہیں، ان کو دوزخ کی سزا ملے گی۔ پھر صحابہ نے دوسری کا حال سنایا جو فرض نمازیں پڑھ لیتیں اور معمولی صدقہ دے دیتیں مگر کسی کو ستاتی نہ تھیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بیوی جنتی ہوگی[8]۔

ہمسایوں کے مابین عام مقدمہ بازی کی کثرت کو کم کرنے کے لیے رسول اللہ کی تعلیمات میں دو چیزوں پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ پڑوسی کو شفعہ کا حق دیا گیا[9]۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی ہمسائے کو اپنے ہمسائے سے کوئی شکایت پیدا ہو (اور اس کے امکانات بہت زیادہ ہیں) تو بات کو فوراً مقدمہ بازی تک لے جانے

---

(۴) مسند احمد بن حنبل، مسند عقبہ بن عامر۔

(۵) خروج، ۲۰ - ۱۷

(۶) احبار، ۱۳ - ۱۹

(۷) ادب المفرد۔ امام بخاری۔ باب حق الجار۔

(۸)۔ ادب المفرد۔ امام بخاری۔ باب لا یؤذی جارہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی بجائے مقامی طور پر احتجاج کر کے دیکھ لینا چاہیے۔ احادیث میں ایک واقعہ کا ذکر آتا ہے کہ ایک پڑوسی نے آکر شکایت کی، یا رسول اللہ! میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، جاؤ صبر کرو۔ اس کے بعد وہ شخص پھر شکایت لے کر آیا، آپؐ نے پھر یہی نصیحت کی۔ وہ شخص ایک مرتبہ پھر آیا اور یہی عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا، اچھا جاؤ اور اپنے گھر کا سامان راستہ میں ڈال دو (یعنی گھر سے منتقل ہونے کی صورت بناؤ)۔ اس صحابی نے ایسا ہی کیا۔ آنے جانے والوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس صحابی نے حقیقت حال بتائی تو سب لوگوں نے اس کے پڑوسی کو برا بھلا کہا۔ یہ دیکھ کر وہ پڑوسی ایسا شرمندہ ہوا کہ اس صحابی کو منا کر پھر گھر میں واپس لایا اور وعدہ کیا کہ آئندہ نہیں ستائے گا۔[۱۰]

اس کے پہلو بہ پہلو ایسی تعلیمات بھی دی گئی ہیں جن سے ہمسایوں میں باہم الفت اور یگانگت کے رشتے استوار ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم[۱۱]

ترجمہ:۔ اور خدا ہی کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب سے احسان کرو۔

اس آیت سے واضح ہے کہ ہمسایوں سے حسنِ سلوک کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ یعنی جہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا وہیں ہمسایہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید بھی کی۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے:۔

تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک اپنے پڑوسی کی جان کے لیے وہی محبوب نہ رکھے جو خود اپنی جان کے لیے محبوب رکھتا ہے۔[۱۲]

یہاں یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان کامل کا ایک

(۹) تفصیل کے لیے دیکھئے احادیث: جار الدار احق بالدار والارض منتظر لہ وان کان غائبا اذا کان طریقھما واحدا۔ ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، سنن ترمذی، مسند احمد بن حنبل۔

(۱۰) ابوداؤد، کتاب الادب۔ ادب المفرد۔ امام بخاری۔ باب شکایۃ الجار۔ (۱۱) النساء: ۳۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جزو بتایا گیا ہے

ایک اور حدیث میں ہے،

خدا کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہے اور پڑوسیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے[۱۳]

حسنِ سلوک کے ساتھ ساتھ پڑوسی کی عزت اور احترام کا خیال رکھنے کو بھی ایمان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔ جو شخص خدا اور روزِ جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ پڑوسی کے آرام و آسائش کا خیال کرنے اور اس کی معاشی تنگ دستی کو دُور کرنے کا بھی تاکید سے حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے :۔

وہ مومن نہیں جو خود شکم سیر ہو، اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے[۱۴]۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ جابرؓ گوشت کا ایک ٹکڑا لئے جا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا، جابر کیا بات ہے، عرض کی یا امیر المؤمنین گوشت کھانے کو جی چاہا تھا تو ایک درم میں گوشت خریدا ہے اور گھر لے جا رہا ہوں۔ فرمایا اے جابر کیا اپنے پڑوسی کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر کیا چاہتے ہو، کیا یہ آیت یاد نہ رہی[۱۵]: یوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا[۱۶]۔ (اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے تو کہا جائے گا۔ تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے متمتع ہو چکے۔

عبدالعزیز بن عمرؓ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بکری ذبح کی تو گھر والوں سے دریافت کیا، تم نے میرے ہمسائے یہودی کو بھی بھیجا یا نہیں؟۔ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سُنا

---

(۱۲) مسلم، کتاب الایمان۔

(۱۳) سنن ترمذی، باب ما جاء فی حق الجار۔

(۱۴) بخاری، کتاب الادب۔

(۱۵) مشکوٰۃ المصابیح۔

(۱۶) مؤطا امام مالک، باب ما جاء فی اکل اللحم۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ جبرئیل مجھے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید کرتے رہے ہیں کہ میں سمجھا کہ وہ اس کو پڑوسی کے ترکہ کا حق دار وارث بنا دیں گے۔[17]

ابوذر غفاریؓ دولت کو ذاتی فنڈ میں جمع کرنے کی علی الاعلان مخالفت کرتے تھے۔ ان سے رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ فرمایا:۔

ابوذر، جب شوربہ پکاؤ تو پانی بڑھا دو، اور اس سے اپنے ہمسایہ کی خبر گیری کرتے رہو۔[18]

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:۔

اے مسلمانوں کی بیویو، تم میں کوئی پڑوسن، اپنی پڑوسن کے لیے حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔[19]

صرف اتنی بات نہیں کہ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے سے امن و امان برقرار رہتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی مدِ نظر رہے کہ ہمارے کردار کی صحیح تصویر ہمارا پڑوسی ہی دے سکتا ہے۔ وہ شخص کیونکر اچھے کردار کا مالک ہوگا جس کے ہمسائے اور محلے والے اس کی نیکوکاری کی شہادت نہ دیں اور وہ شخص جسے اس کے پڑوسی سچا اور خیر اندیش کہیں اس کی راست بازی پر کون شک کرے گا۔ اس سلسلہ میں ہمارے لیے رسول اللہؐ کے اس ارشاد میں بہت راہنمائی ہے:۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہم اچھا کر رہے ہیں یا برا۔ آپؐ نے فرمایا، جب اپنے پڑوسی کو اپنی نسبت اچھا کہتے سنو تو سمجھو کہ اچھا کر رہے ہو اور جب اپنے پڑوسی کو اپنی نسبت برا کہتے سنو تو سمجھو کہ برا کر رہے ہو۔[20]

قرآن مجید کی آیت:۔

لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا۔[21]

---

(۱۷) الاحقاف: ۲۰

(۱۸) ابوداؤد، کتاب الادب، باب حق الجوار۔

(۱۹) مسلم، کتاب البر والصلہ، باب ما جاء فی حق الجوار۔

(۲۰) بخاری، کتاب الادب۔

(۲۱) سنن ابن ماجہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ :۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو شہر میں بڑی بڑی خبریں اڑایا کرتے ہیں اپنے کردار سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر وہ تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے، مگر تھوڑا وہ بھی پھٹکارے ہوئے، جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مار ڈالے گئے۔

سے استدلال کیا گیا ہے کہ ایک حکومت کے تمام باشندے حاکم وقت کے پڑوسی ہوتے ہیں۔ چنانچہ شہریوں میں سے جو لوگ منافقانہ طور پر زیر زمین تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہوں افواہیں اور وہشت پھیلاتے ہوں اور آئین حکومت کا دل و جان سے احترام نہ کرتے ہوں تو حاکم وقت کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دے تاکہ مملکت کے باقی شہری امن و امان کی زندگی بسر کرسکیں۔

© rasailojaraid.com